عبید اللہ غازی
ثانیہ کلیہ

عبادت

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔

تخلیق جن و انس میں یہ راز پنہاں تھا کہ وہ اللہ وحدہ کی عبادت کریں جس پر قرآن شاہد ہے۔

وما خلقت الجن والا نس الالیعبدون

کہ جن وانس کی تخلیق کا صرف اور صرف عبادت مقصد تھا۔

لغت میں عبادت کا معنی ذلت و انقیاد ہے۔ اور اصطلاح شریعت میں ہر وہ ظاہری اور باطنی قول و عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو مجبوب و پسند ہو مثلا توحید فی نفسہ عبادت ہے۔ وضونماز،روزہ، زکوٰۃ،حج، صلہ رحمی،ماں باپ سے حسن سلوک،دعاء،ذکر قرآن، اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خشیت اور اس کی طرف انابت اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر اس کی نعمتوں کا شکر اس کے فیصلہ پر راضی ہونا اس پر توکل، اس کی رحمت کی امید اس کے عذاب سے خوف وغیرہ الغرض جو بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسند اعمال ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تو لوگ اس کی عبادت میں لگ گئے علامہ عمر بن عبدالرحمٰن فارسی کشف علی الکشاف میں مندرجہ ذیل آیت:

(یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم (الایۃ البقرہ :۲۱)

ترجمہ: اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا)

کے بارے فرماتے ہیں کہ عبادت کا اطلاق جوارح کے اعمال پر

ہوتا ہے جو ثواب کی نیت سے کیے جائیں آپ کا ارشاد بھی اسی میں داخل ہے۔

"فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد"

ایک فقیہ (دین کی سمجھ رکھنے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

اس معنی کے لحاظ سے عبادت "ایمان بمعنی تصدیق باللسان و ا لقلب و خلوص و نیت کے علاوہ دوسری چیز ہے۔ ہاں البتہ وہ اس کے ساتھ مشروط ضرور ہے۔ کبھی اس کا اطلاق عبدیت کے تحقق پر بھی ہوتا ہے جو ان حکموں کو بجالانے سے جن کا اللہ نے حکم دیا۔ یا ان سے منع فرمایا: اس تعریف کے مطابق اعمال اور قلبی عقائد بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور ایمان بھی اس میں شامل ہو جاتا ہے اور وہ بھی فی نفسہ عبادت ہے اور تمام عبادات میں شرط ھے۔

حافظ ابن قیمؒ شرح منازل السائرین میں یوں لکھتے ہیں کہ: عبادت میں دو باتیں اصولی ہیں انتہائی عاجزی اور ذلت۔ (نیز انتہائی محبت کے بارے میں عرب کہتے ہیں طریق معبد یعنی روندا ہوا راستہ) اگر کسی سے محبت تو ہو مگر اس کے سامنے عاجزی نہ ہو تو یہ اس کی عبادت نہ ہوگی اور جس کے سامنے عاجزی تو ہو محبت نہ ہو تو یہ عبادت نہ ہوگی۔ عبادت میں محبت اور عاجزی دونوں باتوں کا ہونا لازمی ہے حافظ ابن قیمؒ اپنی مذکور شرح میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ! دل و زبان اور جوراح میں ہر ایک کے لیے عبودیت کے مراتب اور احکام ہیں۔ دل کے واجبات میں سے بعض میں اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔ اخلاص، توکل، محبت، صبر، انابت، رجاء، تصدیق اور عبادت کی نیت وغیرہ یہ اخلاص پر قدر زائد ہیں۔

اخلاص یہ ہے کہ معبود کو اس کے غیر سے اکیلا اور الگ کرنا۔ عبادت کے دو مراتب ہیں

(۱) عبادت کو عادت سے جدا کرنا۔

(۲) عبادت کے مختلف مراتب میں فرق کرنا۔

یہ دونوں اقسام واجب ہیں اسی طرح صدق ہے۔ اس میں اور اخلاص میں فرق یہ ہے کہ! ایک بندے کی مطلوب اور دوسری طلب ہے یعنی اخلاص اپنے مطلوب کی توحید ہے۔ اور صدق توحید طلب ہے۔ اخلاص میں مطلوب منقسم نہیں ہوتا اور صدق میں طلب منقسم نہیں ہوتی۔ صدق کوشش کو صرف کرنا اور اخلاص مطلوب کو الگ کرنا ہے۔ یہی حال عبودیت میں خیرخواہی کا ہے۔ اور اس پر دین کا دارومدار ہے اس سے مراد عبودیت کو رب کے پسندیدہ اور محبوب طریقے کے مطابق کوشش سے انجام دینا ہے۔ یہ بنیادی لحاظ سے واجب ہے اور اس کا کمال مقربین کا مرتبہ ہے اور ان واجبات قلبیہ میں سے ہر ایک کے دو کنارے ہیں ایک واجب مستحق ہے جو اصحاب الیمین کا مرتبہ ہے اور ایک کمال مستحب۔ جو مقربین کا مرتبہ ہے یہاں ان کی عبودیت قلب کے بارے میں گفتگو ختم ہوئی! اس کے بعد عبودیت زبان اور اس کے واجبات و مستحبات اور عبودیت جوارح اور اس کے واجبات و مستحبات بیان کئے جاتے ہیں ۔ جو شخص عبادت کی اقسام پر غور فکر کرے گا اسی پر ان کا پہچاننا آسان ہو جائے گا۔ سیدھی راہ کی طرف ہدایت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتی ہے دل اور جوارح میں جو کام عبادت کے ہیں وہ صرف ایک معبود (اللہ تعالیٰ) تک ہی محدود ہیں اگر کوئی غیراللہ کے لئے نماز پڑھے یا روزہ رکھے کہ وہ اس کا تقرب اور ضا حاصل کرے تو وہ سب کے نزدیک کافر اور مشرک ہوگا یہی حکم اس کا ہے جو مذکورہ اعمال قلبی توکل، انابت اور خوف ورجاء وغیرہ کے ذریعے کسی کا تقرب چاہے یہ قلبی امور عبادت ہیں پہلے لوگ ان کے ساتھ عبادت کرتے تھے اور جس کی ان کے ساتھ عبادت کرتے تھے اس کو الٰہ (معبود) کہتے تھے۔ ان سب کا مرکز دل ہے اور اس کے اعمال توحید کا منبع اور اس دین کا مصدر ہیں۔ شک ویقین کا مرجع بھی یہی ہے۔ اس کے باوجود یہ معبود حق (جو ان اعمال کے ساتھ ہمیشہ مخصوص ہے) اور معبود باطل (جو کے موحد کے قریب بھی نہیں پھٹکتا) کے درمیان

فرق کرتے ہیں یہی تخصیص کا داعی اور ناقابل تاویل کا موجب ہے، یہاں گفتگو اس شخص کے بارے میں ہو رہی ہے جو ان قلبی اعمال کے ذریعے (جو مسلمانوں کے ساتھ مختص نہیں ہیں) عبادت کرتا ہے اور وہ اس کے دل اور عقل میں پختہ ہو چکے ہیں۔ یہ ظاہری شرعی اعمال جو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کوئی ان کو غیر اللہ کے لئے نہیں کرتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عمل صرف ایک اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اور مسلمان ان کے ذریعے صرف اسی خدا کی عبادت کرتے ہیں بعض قلبی اور بدنی اعمال کو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص کرنے کا یہی موجب ہے مثلاً! سجدہ کرنا، سر منڈانا عبادت ہے ورنہ سب قلبی اور قولی عبادات صرف سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اور کسی غیر کے لئے جائز نہیں۔ اللہ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

نوٹ: علامہ ابن قیمؒ نے ایک مستقل رسالہ "العبودیت" لکھا ہے جس میں عبادت کے معنی کی تحقیق فرمائی ہے یہ بہت مفید رسالہ ہے اہل علماء کو اس کی طرف رجوع فرمانا چاہیے۔

وما علی الا البلاغ المبین۔